سلسلہ خطبات جمعہ

شیخ الحدیث حضرت مولانا حافظ انوار الحق صاحب
ضبط وترتیب : حافظ محمد سلمان الحق انوار حقانی
مدرس دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

اخلاق حسنہ، نبی کریم ﷺ کے خلق عظیم کی روشنی میں

(۳)

نحمده ونصلی علی رسوله الکریم اما بعدفعن ابی ذر قال قال لی رسول الله ﷺ اتق الله حیث ماکنت واتبع السیئة الحسنة تمحها وخالق الناس بخلق حسن (رواه الترمذی والدارمی واحمد)

ترجمہ: حضرت ابی ذرؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے مجھے فرمایا تم اللہ سے ڈرو جہاں کہیں بھی ہو (اگر کبھی گناہ تم کرلو) تو اس کے بعد نیکی کر دو تا کہ وہ گناہ مٹ جائے اور لوگوں جو معاملہ کرنا ہو خوش اخلاقی کو اس میں ملحوظ خاطر رکھو۔

اسلام کے احکامات میں اخلاقیات غالب ہیں: اسلامی اخلاق و آداب ایک ایسا وسیع وعریض اور عمیق موضوع ہے جس کے تہ اور کناروں تک رسائی کے دوران قرآن اور اسوہ پیغمبری ﷺ کی روشنی میں گوہر نایاب سے ایسی شناسائی ہو جاتی ہے جس سے اسلام کا دشمن بھی انکار کرنے کے بجائے اسلام کی حقانیت پر آمادہ ہونے کے ساتھ ساتھ اگر زبان سے اقرار نہ بھی کرے، اس کے دل میں یہی ہوتا ہے کہ اسلام کے تمام احکامات میں اخلاقیات کا پہلو غالب ہے۔ لاتعداد مستشرقین اور اسلام مخالف سکالر اس کا اعتراف کر بھی چکے ہیں۔ کفار مکہ جو حضور کے جان کے درپے اور بدترین دشمن تھے، مگر معاملات کے بارہ میں ان کا متفقہ فیصلہ تھا کہ دیانت، صداقت اور امانت کے باب میں آپؐ امین اور صادق ہیں اور امین کے نام ہی سے حضور کو یاد کرتے تھے، کفار کو آنحضرت کا اسلام کی دعوت دینے کے بعد جہلائے عرب کا کینہ اور بغض انتہاء کے آخری سرحدات کو چھو رہا تھا۔

امانت ودیانت: اس کے باوجود وہ دشمن اگر اپنے مال وزر کو کسی امانت دار کے حوالہ کرنا چاہتے تو آپؐ کی ذات ہی تھی، انسانی معاشرہ میں ایک فرد کے کمال اور پوری زندگی میں بہتر مرتبہ اور نام پیدا کرنے کے لئے صفت دیانت و امانت کو کلیدی حیثیت حاصل ہے، جس میں یہ صفت معدوم ہو سارا معاشرہ اس شخص کو مسلمان تو کیا انسان کہلوانے کا مستحق نہیں سمجھتا جس کو اللہ نے اس صفت سے نوازا ہو لوگ اس کا نام عظمت واحترام سے لے کر اس کے دیانت و امانت کا چرچا ہر خاص و عام کی زبان پر ہوتا ہے، یہی وہ اعلیٰ صفت ہے جو آنحضرت ﷺ میں بکمال موجود تھی۔ "الفضل ما شهدت به الاعداء" عظمت وفضیلت وہی حقیقی ہے، جس کا اقرار نہ صرف اپنے بلکہ دشمن بھی کریں۔

هذا محمد امين : اسی صفت ہی کا نتیجہ تھا کہ خانہ کعبہ کی عمارت جو سیلاب کی وجہ سے ٹوٹ پھوٹ کا

شکار ہوئی' جب تعمیر کا موقع آیا' سرداران قریش آپس میں مشت وگریباں مرنے مارنے پر آمادہ ہوئے۔ ہر قبیلہ اس بات پر مصر تھا کہ حجر اسود کی دیوار اور کونے پر نصب کرنا ہمارا حق ہے' ان میں سے کوئی قبیلہ دوسرے کو ترجیح دینے اور ایثار کرنے کیلئے تیار نہ تھا۔ واقعہ بہت طویل ہے مختصر یہ کہ کئی دن اس نزاعی صورتحال کے نذر ہوئے حجر اسود کے تنصیب کا نہ کہ حل نہ ہوسکا' ایک سردار نے تجویز پیش کردی کہ جو باب بنی عبد شمس سے مسجد حرام میں سب سے پہلے داخل ہو وہی سب کا حکم اور فیصلہ کرنے والا ہوگا۔ تمام سرداران قریش اس شوق میں کہ ہم اس سعادت کو حاصل کرنے کیلئے پہلے اس دروازہ سے داخل ہوجائیں مگر کیا دیکھتے ہیں کہ سید الانبیاء آقائے نامدار ﷺ حسب معمول اور عادۃ کے مطابق مسجد حرام زادھا اللہ کرامۃ وشرفا میں پہلے سے مصروف عبادت ہیں کفار مکہ نے آنحضرت ﷺ کو دیکھتے ہی زوردار آواز سے کہا ھذا محمد الامین رضینا بہ ' ھذا محمد الامین یعنی یہ محمد امین ہیں ہم ان کے حکم ہونے پر راضی ہیں۔

حجر اسود کی تنصیب: حضور ﷺ نے ایک دانشمندانہ فیصلہ فرماتے ہوئے اعلان فرمایا کہ ایک چادر میں حجر اسود جو کہ خود آپ ﷺ نے دست مبارک سے رکھا' چاروں کونوں کو تمام قبائل کے سرداران پکڑ کر حجر اسود کو جس جگہ نصب کرنا تھا (جہاں بحمد للہ آج بھی موجود ہے) اٹھایا پھر آنحضرت ﷺ نے ان سب کی طرف سے وکیل بن کر جس جگہ حجر اسود کی تنصیب کرنی تھی' نصب کردیا' اسی امانت ودیانت کے صفت سے مالا مال ہونے کا نتیجہ تھا کہ تمام قبائل آپ کے حکم بننے پر راضی ہوکر ان کے سامنے سر تسلیم خم کردیئے' جس کے بدولت ایک بہت بڑی خونریزی ٹل گئی۔

حضور ﷺ سے مشرکین کا توہین آمیز سلوک: محترم سامعین! ماسوائے چند نیک بخت افراد جو اللہ رسول پر ایمان لاچکے تھے' باقی جزیرۃ العرب کے بیشتر لوگ کفر وضلالت اور پیغمبر دشمنی میں متحد ہوچکے تھے' باہمی افتراق و انتشار کے باوجود اسی ایک نقطہ پر اتفاق کرلیا تھا۔ رحمۃ دوعالم ﷺ کو نبوت ملنے سے پہلے اور بعد کے مکی ومدنی احوال آپ سنتے چلے آرہے ہیں ایک بے رحم انسان کے بس میں دوسرے مجبور وبے بس پر جتنے مظالم ومصائب ڈھانا ممکن ہوسکا' آنحضرت ﷺ اور انکے چند جان نثار ساتھی صبر واستقامت کے پہاڑ بن کر اُن مصائب کو جھیلتے رہے' عبادت وعظ ونصیحت بھی سرعام ادا کرنا ناممکن تھا' آنحضرت ﷺ خانہ کعبہ کے باہر نماز ادا کررہے تھے مکہ کے اوباش جوان آنحضرت کے نماز کی ادائیگی پر مذاق اور مسخروں سے اپنے آپ کو بہلا رہے تھے' ایک شقی القلب نے جہاں حیوانات کو ذبح کرکے ان کی آلائش جو گندگی اور غلاظتوں سے بھرپور ہوتی انہیں پھینک دیتے وہی گند سے بھرے اونٹوں کی انتڑیاں اور دیگر ناقابل استعمال حصے اٹھا کر آنحضرت جب سجدہ کرنے لگے ان کے کمر مبارک پر رکھ دیئے اس منظر کشی اور توہین آمیز سلوک پر ہنسنے ہنسانے میں وہ کم بخت مبتلا تھے کہ جگر گوشہ رسول ﷺ حضرت فاطمہ ؓ کو اطلاع ہو کر خانہ کعبہ کے قریب سجدہ میں پڑے اپنے عظیم باپ کی کمر سے گندگی اٹھا کر ان کا سجدہ سے اٹھنا ممکن کردیا' ایک موقع وہ بھی جب حضور اور انکے ساتھیوں کا تمام اہل کفار نے مقاطعہ یعنی سوشل بائیکاٹ کردیا وہ بمعہ اہل خانہ شعب ابی طالب میں

محصور ہوکر بھوک و پیاس کا مردانہ وار سامنا کرتے رہے۔

رحمۃ دو عالم کا حسن سلوک: یہ دو صرف بطور مثال مقابل کے ظلم وزیادتی کا ایک رخ ذکر کردیا کہ آپ خود فیصلہ کریں کہ جب دونوں فریقوں کے درمیان تعلقات اس نہج پر پہونچ جاتے ہیں' تو ہر فریق دوسرے کی ہر چیز کو ضائع و نقصان پہنچانا اوران املاک پر قبضہ صرف جائز نہیں اپنا حق سمجھتا ہے' مگر کروڑوں درود وسلام رحمۃ للعالمین ﷺ پر کہ جب آپ ﷺ پر حملہ اور شہید کرنے کیلئے مکہ کے بدعقیدہ لوگ متحد ہوکر حملہ آور ہونے والے ہیں انہوں نے اپنے اس فرمان کہ "فان خیر کم احسنکم قضاء" یعنی تم لوگوں میں بہتر وہ ہیں جو (دوسرے کے) قرض کو اچھے طریقے سے ادا کرتے ہیں کا علم بلند رکھا اور امت کو تعلیم یہ بھی دی کہ حالات خواہ جیسے بھی ہوں' امانت اور دیانت میں خیانت جیسے مذموم حرکت سے اجتناب کیا جائے اور رب ذوالجلال کے فرمان "وتخونوا امنتکم وانتم تعلمون" جیسے بدترین عادت سے اپنے کو محفوظ رکھیں۔ کفار کے امانات ضائع یا قبضہ کرنے کے بجائے ہجرت کے موقع پر جب کفار نے مسلح ہوکر آستانہ نبوت کو اور گردرات کو گھیرے میں لیا ہوا تھا۔ حضرت علیؓ کو اپنے بستر پر لٹا دیا حکم دیا کہ آپؓ لوگوں کے امانتیں ان کے حوالہ کرکے پھر مدینہ آجائیں یہی وہ اخلاق نبوی کا اعلیٰ ترین نمونہ ہے جسے ہم حضور ﷺ کے نام لیوا چھوڑ کر پستی اور غلامی کے راستوں پر چل کر بند گلی میں پھنس گئے ہیں۔

اعضا واندام امانت ہیں: محترم حاضرین! یہاں آپ کے پیش نظر یہ بھی رہے کہ امانت کی حد صرف یہ نہیں کہ کسی کی دی ہوئی چیز کو اسی حالت میں اسے واپس کردیا جائے بلکہ امانت ودیانت کا دائرہ اتنا وسیع ہے کہ اس میں اللہ کی طرف سے دیا گیا یہ ہمارا جسم جسے قرآن مجید میں ''احسن تقویم'' کے وصف سے ذکر کیا گیا' یہ بدن خاکی جو ایک کارخانہ کی حیثیت اختیار کرگیا ہے' اس کے تمام اعضاء آنکھ' کان' ناک' سر' ہاتھ' پاؤں اور زبان ودیگر اعضاء رب کائنات کی طرف سے' ہمیں امانت کے طور پر حوالہ کیئے گئے۔ جنہیں صرف ان شرائط کے مطابق استعمال اور تصرف میں لانا ہے جس کی اجازت اللہ اور اس کے رسول نے دی ہے اگر ان شرائط وقیود کی ذرہ برابر بھی رعایت نہ کی جاتی تو یہ بھی بہت بڑے خیانت کے زمرے میں آکر ان تمام اعضاء اور جوارح کے کردار کے بارے میں روز محشر جواب دینا ہوگا۔

شریعت مطہرہ نے تو اس اخلاقی عمل پر اتنا زور دیا ہے کہ اگر ایک مسلمان دوسرے مسلمان کو ایک بات ذکر کرے اور اس کو راز کی حیثیت دے کر افشاء نہ کرنے کی تاکید کردے تو اس مسلمان کی امانت کو محفوظ رکھنا عنداللہ اس کی ذمہ داری ہے' البتہ اگر وہ بات ایسی ہو جس میں شریعت کی خلاف ورزی یا دوسرے مسلمان کو ضرر پہونچانے کا پہلو ہو تو پھر امانت کے بجائے خیر خواہی کی رعایت کرتے ہوئے اس راز کو کسی پر ظاہر کرنا صرف جائز نہیں بلکہ لازمی ہے۔ مسلمان اگر آج اپنے کردار وگفتار پر نظر ڈالیں تو فرد سے لے کر پوری سوسائٹی اپنے اپنے وسعت اور طاقت کے مطابق خیانت کے بداخلاقی میں مبتلا ہے' جو لوگ مسند اقتدار پر براجمان ہیں اور پوری مملکت کے سیاہ وسفید کے امین مقرر کردیئے گئے

ہیں۔لوگ بھوک سے مر رہے ہیں' فقر و افلاس کے شکار مرد و زن خودسوزیاں کرنے پر مجبور ہو گئے' اور ان کے حکومتی خزانہ کے رکھوالے اژدھا کی حیثیت سے قومی خزانہ پر پنجے گاڑ کر اسکے لوٹ مار اور بیرون ملک منتقلی میں دن رات ایک کئے ہوئے ہیں۔

امانت کی حفاظت: سرکار دو عالم ﷺ تو مال غنیمت میں خیانت کرنے والے کی نماز جنازہ پڑھنے سے انکار کر کے مال مشترکہ میں خیانت کرنے والے سے اظہار براءۃ ونفرت کی تاکید فرما رہے ہیں' اور آج صرف نام کے جو مسلمان ہیں وہ دوسرے کا سب کچھ ہڑپ کر کے ان کا احساس ندامت بھی ختم ہو چکا ہے۔

وعن یزید بن خالد ان رجلا من اصحاب رسول الله ﷺ توفی یوم خیبر فذکروا لرسول الله ﷺ فقال صلوا علی صاحبکم فتغیرت وجوه الناس لذالک فقال ان صاحبکم غل فی سبیل الله ففتشنا متاعه فوجدنا خرزا من خرزا الیهود لا یسادی درهمین (رواه ابی داؤد)

ترجمہ: حضرت یزید ابن خالد نقل کر رہے ہیں کہ حضور ﷺ کے اصحاب میں سے ایک صحابی کا (جنگ) خیبر کے دن انتقال ہوا اصحابہؓ نے آنحضرت ﷺ کے سامنے اس کا ذکر کیا۔سید الانبیا ﷺ نے فرمایا آپ لوگ اس کا جنازہ پڑھ لو (یعنی خود شرکت سے معذرت فرمائی) (یہ سنتے ہی) صحابہؓ کے رنگ خوف سے تبدیل ہوئے۔حضور ﷺ نے (ان کی گھبراہٹ محسوس کرتے ہوئے) فرمایا تمہارے اس ساتھی نے اللہ کی راہ میں حاصل کردہ مال (یعنی مال غنیمت میں) خیانت کیا ہے' پس ہم نے اس کے سامان کی تلاشی لی تو اس میں ہمیں یہودی عورتوں کے گلے میں استعمال کرنے والے ہار کے دانے ملے۔جو دو درہم سے کم قیمت کے تھے۔

حضور ﷺ کا خائن سے اظہار براءت: صرف جنازہ نہ پڑھنے پر حضورؐ نے اکتفا نہ فرمایا بلکہ ایک اور موقع پر آپ ﷺ نے خیانت کرنے والے کے مال و دولت کو جلانے کا حکم بھی دیا۔ **عن عمرو بن شعیب عن ابیه عن جده ان رسول الله ﷺ و ابا بکر و عمر حرقوا متاع الغال وضربوه** (رواه ابی داؤد)

ترجمہ: حضرت عمرو ابن شعیب اپنے والد (حضرت شعیب سے) اور وہ (شعیب) اپنے دادا (حضرت عبداللہ ابن عمر) سے روایت کر رہے ہیں کہ آنحضرت ﷺ اور ابو بکر صدیقؓ اور عمر فاروقؓ بطور تعزیر مال غنیمت میں خیانت کرنے والے کا سامان و اسباب جلا کر ان کی پٹائی بھی فرماتے۔

خیانت پر وعید شدید: مقام غور و فکر ہے کہ جس مال و متاع میں جس کا کچھ حصہ بغیر اجازت لینے والے کا بھی ہے۔ ابھی تعین و تقسیم نہیں ہوا۔اپنے سخت وعید و سزا کا مستحق گردانا گیا تو جو آدمی بغیر استحقاق کے دوسرے کے حق میں بے ایمانی اور خیانت کرے اس کا کیا انجام ہوگا۔کیا ہم نے بھی اولاد کے بارہ میں جو ذمہ داری' ہیں اللہ و رسول نے سونپی ہے اسکی ادائیگی کی طرف ذرہ برابر توجہ دی ہے' اللہ کے لاتعداد انعامات میں اولاد بھی بہت بڑی نعمت اور اللہ کی امانت

ہے اس امانت کی پرورش تربیت بھی اولاد کے خالق حقیقی کے بتائی ہوئی گائیڈ لائن کے مطابق کرنی ہے اگر انکی نشو ونما دین کے مطابق کرنے کیلئے شعور کے ابتداء ہی سے ان کے کردار کو اسلامی ڈھانچے میں ڈالنے کی کوشش کی خود بھی اپنی اولاد کے سامنے ایک نیک سیرت' باکردار' امانت و دیانت کا حامل اور اسلامی احکامات کے پابند شخص کی حیثیت سے ڈٹے رہے تو بچوں میں نقالی کی جو صفت و عادت ہے وہ بھی انہی اعمال و حرکات کو اپنا کر بچپن سے صراط مستقیم کا انتخاب کرلینگے۔ ایسا خوش قسمت فرد امانت کا حق ادا کر کے دنیا و آخرت میں فوز و فلاح کا حقدار ہوگا۔ لیکن والدین اگر اس بیش قیمت اور حسین و جمیل امانت سے غافل رہ کر نہ خود اپنے آپ کو اولاد کے سامنے مثالی مسلمان کے طور پر پیش کرسکیں اور نہ اولاد کی صحیح' اسلامی فطرۃ کے مطابق تربیت کو امانت میں خیانت سمجھا' تو یہی خیانت اس بدقسمت شخص کیلئے دنیا و آخرت کے زیان و تباہی کا بہت بڑا سامان ہوگا۔ اللہ ہم اور آپکو اولاد کی تربیت کے بارے میں اس خیانت سے بچائے رکھے۔

امانت و حسن معاملہ کا مقام: محترم حسن اخلاق اتنا خوشنما' دل کش اور ایمان سے بھرپور موضوع' اور تن آور درخت ہے' جسکی ٹہنیاں اپنے اندر عجیب و غریب خوبیاں سمیٹی ہوئی ہیں اور پھر ان شاخوں میں امانت و حسن معاملہ کو جو مقام حاصل ہے ہماری معاشرتی زندگی کا کوئی ایسا شعبہ نہیں جس میں مذہب و شریعت نے ہمیں اس پر پابند رہنے کی تلقین نہ کی ہو

روز جزا خائن کی ذلت: اللہ کے ہاں دیر ہے اندھیر نہیں۔ انسان کے فطرت میں جلد بازی ہے مگر اللہ کا معاملہ انسانوں سے مختلف ہے' انسان جب گناہ کرتا ہے' فوری طور پر اللہ تعالیٰ اس کا مواخذہ نہیں کرتا وہ توّاب و رحیم ہے' ممکن ہے کہ گناہ کرنے والا پشیمان ہو کر رجوع الی اللہ کر کے تائب ہو جائے تو بہ صدق دل سے ہو تو معافی سے نوازا جاتا ہے' توبہ کرنے کی بجائے اگر گناہ پر اصرار کرتا رہے تو اللہ ایک طویل مہلت دینے کے بعد جب مواخذہ شروع کرنا چاہے تو اکثر گرفت اس عالم دنیا سے شروع کر کے وہیں سے ذلت و رسوائی شروع ہو جاتی ہے' یہی کیفیت خائن کی بھی ہے۔ بسا اوقات اس دنیا میں بے عزتی و رسوائی سے دوچار ہونا پڑتا ہے' اور اس کے ساتھ روز قیامت اولین و آخرین کے سامنے ذلیل ہونے سے بچنے کی کوئی راہ نہیں۔ محسن کائنات کا فرمان ہے: **وعن عبادة بن الصامت ان النبی ﷺ کان یقول ادو الخیاط و المخیط و ایاکم و الغلول فانه عار علی اهله یوم القیامة (رواه النسائی)**

ترجمہ: حضرت عبادۃ بن صامتؓ آنحضورﷺ سے روایت کررہے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا کرتے تھے کہ دھاگے اور سوئی کی بھی ادائیگی کرو (اگر ان میں کسی اور کا بھی حق ہو اور آپ نے بغیر اجازت بطور خیانت لیا ہو) اور تم (لوگ مال غنیمت یا مال مشترکہ) میں خیانت سے اپنے آپ کو بچاؤ کیونکہ یقینی اور حتمی طور پر خیانت کیا ہوا شئی اس خائن کیلئے قیامت کے روز اس کی رسوائی اور بے عزتی کا سبب بنے گا۔ ذرہ برابر فہم و فراست رکھنے والے شخص کیلئے عبرت و نصیحت کا بڑا سامان حضورﷺ کے اس ارشاد میں موجود ہے کہ سوئی اور دھاگے جیسے معمولی چیز کا مواخذہ اس عبرتناک

اورذلت آمیز انداز میں ہوگا تو کسی کے مال دولت وجائیداد وغیرہ ہڑپ کرنے والوں کا انجام کتنا بڑا ہوگا۔

اخلاق حسنہ دین کی بنیاد: اگر ایک شخص دن کو روزہ رکھے اور ساری رات عبادت، ذکر واذکار اور تہجد میں گزارے ان اعمال کے باوجود امانت ودیانت کے حسین اخلاق کا اس کی نظر میں کوئی وقعت اوراہمیت ہی نہ ہو تو شریعت کی نظر میں اس کی عبادات کی کوئی قدر وقیمت نہیں۔ آپ حضرات کو کئی بار عرض کر چکا ہوں کہ اسلام کے کامل ومکمل اور مضبوطی کا دارومدار اخلاق کی پائیداری اور مضبوطی پر ہے، دین کی بنیاد ہی اخلاق حسنہ پر قائم ودائم ہے۔

اکابر کی تاریخ سے واقفیت: مادہ پرستی، مال ودولت اور منصب وجاہ کی محبت نے ہمیں اس قدر غافل کر دیا کہ اپنے محسن انسانیت ﷺ، اسکے صحابہ کرامؓ تابعینؒ، ائمہ کرامؒ، صلحائے امت اور اپنے اکابر کے تاریخ سے واقفیت کی زحمت بھی گوارا نہیں کرتے کہ انہوں نے نہ صرف انسانوں بلکہ حشرات الارض اور چوپایوں سے بھی اخلاق عالیہ کا مظاہرہ فرما کر گناہوں کے دلدل میں ڈوبے ہوئے انسانیت کو ذلت وبربادی سے نکال کر اشرف المخلوقات کے اعلیٰ مقام تک پہنچا دیا، اگر میں کہوں کہ جس شخص میں اخلاق نبوی کا ظہور نہیں اسے اپنے آپ کو انسان کہنے کا حق بھی نہیں۔ بجا ہوگا، دارومدار عمل پر ہے صرف دعوے پر نہیں کہ اپنے کو ''امین'' کہتے کہتے تھکتے نہیں مگر جب آزمائش اور امتحان کا وقت آئے تو خیانت کے بدترین خون سے اپنے آپکو امانت دار کہنے والے کا بدن سر سے قدموں تک رنگین ہوتا ہے

عجز وانکساری اور تواضع: اخلاق حسنہ کے لاتعداد خوبیوں اور اوصاف جلیلہ میں قابل تعریف ورشک خوبی یہ ہے کہ انسان کی طبیعت میں تواضع ہو، عجز وانکساری اور خاکساری سے پیش آنا، تواضع ہی کی وجہ سے ہوتی ہے یہاں یہ بات یاد رکھنے کی ہے کہ تواضع سے مراد وہ مصنوعی انکساری جو صرف لوگوں کے دکھاوے کے لئے ہو اپنے تقریر وتحریر اور حرکات وسکنات میں اوروں کو اپنے طرف مائل کرنے۔۔ اپنی بزرگی اور شیخی سے دوسروں کو اپنے دام میں پھنسانے کیلئے تواضع کا انداز اختیار کیا جائے ''اللہ علیم بذات الصدور'' ہے وہ ہمارے دلوں کے چھپے ہوئے رازوں سے بھی آگاہ ہے ان جعلی اور مصنوعی حرکات واعمال کو عجز وانکساری کا رنگ دیکر اوروں کو تو کچھ وقت کیلئے مغالطہ میں مبتلا کیا جاسکتا ہے مگر اللہ سے اس قسم کی عجز وانکساری پر اجر وصلہ کا حقدار بننا خام خیالی کے علاوہ کچھ نہیں۔ اپنے آپ کو حقیر وخطا کار سمجھنا یہ ہے کہ میری ذاتی کوئی حیثیت اور حقیقت نہیں نیکی وبھلائی کے جو امور کر رہا ہوں اور جن گناہوں سے بچتا ہوں اسمیں میرا کوئی کمال نہیں یہ اللہ ہی کی کرم، شفقت، مہربانی اور توجہ اور توفیق کا نتیجہ ہے۔

برائیوں کی جڑ تکبر: تواضع کے مقابلے میں تکبر ہے کہ انسان اپنے علاوہ ساری مخلوق کو بے وقعت حقیر سمجھ کر کسی کو انسان کا درجہ دینے کیلئے تیار نہ ہو سارے برائیوں کی جڑ تکبر ہے جس کی ابتداء شیطان ملعون سے ہوئی، اپنے کو بلند وبالا سمجھ کر اللہ کا حکم ماننے سے انکار کیا صرف انکار پر اکتفاء نہیں بلکہ اسکے لئے بے بنیاد حیلے وحجت تلاش کرنے لگا۔ نتیجہ کیا نکلا کہ درگاہ ربانی سے ملعون، مردود اور رجیم جیسے مذموم اور قبیح القاب سے تا قیامت یاد ہوگا۔

مسجود ملائکہ: جبکہ ابوالبشر سیدنا حضرت آدمؑ اللہ کے حکم کے سامنے اپنے عقل کو استعمال کرنے کی بجائے اپنے عجز وانکساری وتواضع کا اظہار فرما کر مالک کائنات سے مغفرت کے طالب ہوئے۔ جس کے صلہ میں اللہ تعالیٰ نے ان کو مسجود ملائکہ جیسے عظیم انعامات سے مالا مال کر کے منصب جلیلہ عطا فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کے بندگی کے اقرار کی بدولت ہر مسلمان جب حضرت آدمؑ کا نام سنتا ہے اس کا سران کے احترام اور عظمت میں جھک کر بلا اختیار زبان پر علیہ السلام جیسے مقدس دعا کہنا شروع کر دیتا ہے۔

سرور کائنات کی تواضع: احمد مجتبی، رحمت دو عالمؐ کے قول وفعل، چلنے پھرنے، بیٹھنے کھانے پینے غرض ہر معاملے میں تواضع کا پہلو نمایاں ہوتا تواضع وانکساری کے آخری مقام تک پہنچ کر دوسرے کے راحت وسکون کیلئے اپنے آرام وسہولت کو قربان کر دیتے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بدر کے موقع پر ان کے ایثار وخاکساری کا ذکر کرتے ہوئے ایک واقعہ بیان کر رہے ہیں: **وعن عبدالله بن مسعودؓ قال كنا يوم بدر كل ثلاثة على بعير فكان ابولبابة وعلي بن أبي طالب زميلي رسول الله ﷺ قال فكانت إذا جاء ت عقبة رسول الله ﷺ قالا نحن نمشي عنك قال ماانتما باقوى مني ومأأنا باغنى عن الاجر منكما(رواه شرح السنة)**

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ جنگ بدر کے موقع پر (کمزوری ودوسائل کی کمیابی کی وجہ سے) ہماری یہ حالت تھی کہ ہم میں سے تین آدمی (باری باری) ایک اونٹ پر سوار ہوتے تھے۔ ابولبابہؓ اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ آنحضرت ﷺ کے ساتھ ایک اونٹ پر شریک سفر تھے حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں جب اونٹ سے رحمۃ دو عالم ﷺ کے اترنے کا موقع آیا تو ابولبابہؓ اور حضرت علیؓ حضور کی خدمت میں پیشکش کرتے کہ آپ ﷺ بدستور سواری پر سفر جاری رکھیں آپ کی جگہ ہم پیدل چلیں گے (قربان ہوجائیں امام الانبیاء پر) فرمانے لگے کہ نہ تو تم مجھ سے زیادہ پیدل سفر کرنے کی طاقت رکھتے ہو اور نہ میں زیادہ ثواب حاصل کرنے میں تم سے مستغنی ہوں۔

بلند اخلاق کا اعزاز: محترم ساتھیو! اس عظیم المرتبت شخصیت کے کہ آخرت میں مقام محمود حاصل کرنے کی خوشخبری کے باوجود عجز وانکساری کا اظہار کرتے ہوئے آخرت کے مزید اجر وثواب کے حصول کے پھر بھی خواہاں ہیں۔ اللہ کے راہ میں بے پناہ مصائب برداشت کرنے کے بعد عجب اور خود پسندی جیسے عیوب سے محفوظ رہے۔ اللہ کے نزدیک اپنے بندے کی محبوب ترین ادا وہ ہے جس میں بندہ اسکے سامنے عبدیت کی حیثیت سے اپنی شناخت کرے۔ مسلمان پر لازم ہے کہ اس کا اٹل عقیدہ ہو کہ انبیاء ورسل گناہ اور خطاء سے محفوظ ہیں اسکے باوجود سرور کائنات ﷺ اللہ کے خدمت میں اپنے عبد ہونے کا اقرار اپنے احتیاج اور اپنے بے چارگی کا اظہار نہ صرف اس واقعہ میں بلکہ ہر مقام پر فرمایا کرتے تھے۔ آج کی دنیا میں معمولی عہدہ ومنصب میں مبتلا فرد کے بارہ میں یہ تصور کرنا بھی لوگ گناہ سمجھتے ہیں کہ افضل پیدل چل رہا ہو اور مفضول سواری پر رواں دواں ہو۔ یہاں تو حالت یہ ہے اگر کسی پر چند دن کیلئے معمولی وزارت کی چھاپ لگ جاتی ہے وہ اکیلئے گاڑی کی سیٹ پر بیٹھنا اپنے مصنوعی عظمت کے لئے ضروری اور اپنا پروٹوکول سمجھ کر اپنے

سے کم عہدہ کا بیٹھنا اپنے ساتھ برداشت نہیں کرتا۔ اپنے سے کم درجے کی دعوت پر شرکت کرنا اپنا توہین جان کر حقارت سے مسترد کرنا تو آج کا معمول بن گیا ہے حالانکہ ایک مسلمان ہونے کے ناطے آنحضرت ﷺ جو کہ امت کیلئے اللہ کے ارشاد کے مطابق اعلیٰ ترین نمونہ ہیں جسے اپنا کر دنیا و آخرت میں اپنا کھویا ہوا مقام حاصل کر سکے ان کا اس سلسلہ میں بھی عمل و کردار آپ کے بلند اخلاق کا مظہر اور امت کیلئے زندگی کے ہر موڑ پر یہ سبق دینا تھا کہ شان و شوکت کیساتھ رہنا، لوگوں پر اپنی بڑھائی، رعب و دبدبہ جمانا ایک اچھے اخلاق حاصل کرنے والے کیلئے غیر مناسب، مذموم اور مکروہ عادات ہیں۔

آنحضرت ﷺ کے اخلاق حسنہ کی مثال: حضور ﷺ کے خادم خاص حضرت انسؓ آنحضرت ﷺ کے بعض اخلاق حسنہ کے بارہ میں جن میں ان کی خاکساری، غریب پروری، اور غمگساری کا اظہار ہو رہا ہے فرماتے ہیں:

عن انس یحدث عن النبی ﷺ انه کان یعود المریض ویتبع الجنازة ویجیب دعوة المملوک ویرکب الحمار ولقد رأیته یوم خیبر علی حمار خطامه لیف.

ترجمہ: حضرت انسؓ آنحضرت ﷺ کے خلق عظیم) کا ذکر کرتے ہوئے گویا ہیں کہ آپؐ بیمار کی عیادت کرتے، جنازہ کے ساتھ جاتے غلام کی دعوت بھی قبول فرماتے، گدھے پر سوار ہونے کو (کبھی) عار نہ سمجھتے غزوہ خیبر کے دن میں نے حضور ﷺ کو ایک گدھے پر سواری کرتے ہوئے دیکھا جسکی ناک اور گلے میں پڑی رسی کھجور کی پوست سے بنی ہوئی تھی۔

محترم حاضرین! جس اخلاق کے سلسلہ میں آنحضرت ﷺ کے جن اعمال طیبہ کا ذکر مذکورہ حدیث میں کیا گیا ہے وہ تمام افعال صرف اللہ کے رضا اور خوشنودی کیلئے فرمایا کرتے تھے ان کے مدنظر ہر موقع پر یہ اپنا یہ فرمان ہوتا کہ

"**الخلق عیال الله وأحب الخلق إلی الله من احسن إلی عیاله**" ترجمہ: تمام مخلوق اللہ کے عیال ہیں ان میں سے اللہ کے نزدیک سب سے پسندیدہ شخص وہ ہے جو اسکے عیال کو زیادہ فائدہ پہنچاوے۔

رضائے الٰہی: محسن انسانیت نے اگر کسی کے جنازہ میں شرکت کی یا کسی بیمار کی عیادت کی، ناتواں غریب ولاچار کی دعوت قبول کی، خچر اور گدھے پر سواری فرمائی، مقصد مخلوق .... کی خوشنودی یا کسی کا بدلہ چکانا نہ ہوتا خالصۃ اللہ کی خوشنودی اور رضا مطمح نظر ہوتی یہی وجہ ہے کہ ان اکثر امور میں رنگ ونسل اور مذہب و دین کی تمیز نہ کرتے ہوئے تمام مخلوق جو روئے زمین پر رہتی اور خدمت اور اخوت کی مستحق ہوتی ان کی ممکنہ خدمت کیلئے پہنچتے کبھی یہ خیال نہ فرمایا کہ دعوت کرنے والا معمولی یا مردہ جس کی نماز ادا کی جارہی ہے معاشرہ کا کمتر فرد ہو جو سواری استعمال ہے اسے حقیر اور معمولی سمجھا جارہا ہے کاش آج مسلمان حضور ﷺ کے انہی تعلیمات پر عمل کرتے۔ کفار و اغیار مسلمانوں کے اپنے کردار، دین سے نادانستگی اور لاپرواہی کی وجہ سے اسلام پر انگلیاں نہ اٹھاتے۔ محسن انسانیت کی تعلیمات افکار، نظریات تو انسان کی اپنی فلاح و بہبود اور تہذیب و اخلاق کی نشان دہی کرتی ہے۔

رحمت دو عالم کی عظمت و مقام: رب العالمین کے بعد کائنات میں سب سے اعلیٰ وارفع مقام وحیثیت

محسن انسانیت ﷺ کی ہے، اس کے باوجود تواضع وانکساری کی حالت یہ تھی کہ ایک شخص ملاقات کی نیت سے آئے' آنے والے پر نبوت ورسالت کا عظمت ورعب طاری ہوکر کانپنے لگا رحمت دو عالم ﷺ نے اس کی گھبراہٹ ختم کرانے کیلئے فرمایا مت گھبراؤ۔ میں بادشاہ نہیں ایک قریشی عورت کا بیٹا ہوں جو سوکھا گوشت پکا کر کھایا کرتی ہے۔ لوگوں نے اپنے لئے بڑے بڑے نام نہاد، دانشور، مصلحین اور قائدین کا انتخاب کیا مگر کسی میں ہمت اور طاقت ہے جو رحمت دو عالم ﷺ جیسے متواضع، منکسر المزاج، غریبوں اور لاچاروں کا غمخوار اور ہم نشین پیش کریں جو مدینہ کی ایک نیم پاگل عورت جس کے دماغ میں فتور تھا محبوب ربانی کے خدمت میں آکر کہنے لگی یا محمد! مجھ کو تجھ سے کچھ کام ہے قربان جائیں امام الانبیاء فرمانے لگے جہاں مجھے کہو میں حاضر ہونے کو تیار ہوں۔ وہ آپ ﷺ کو ایک گلی میں لے گئی وہیں اس غریب اور مصیبت کی شکار عورت کے ساتھ زمین پر بیٹھ کر اس کی جو ضرورت تھی اس کی انجام دہی فرمائی۔ آج اگر ایک حقیقی سائل چھوٹے افسر اور عامل کے راستے میں عرضی ہاتھ میں لے کر کھڑا ہو جائے تو اس کے آگے پیچھے ہٹو بچو کی ڈیوٹی پر مامور لوگ اس کی جو درگت بنا دیتے ہیں وہ خبریں روزانہ اخبارات کی زینت بن کر آپ پڑھتے رہتے ہیں۔

مسلمانوں کی دلجوئی کا نمونہ: کبھی ایسا بھی ہوا کہ کسی نے اعلیٰ عمدہ اور بیش قیمت کپڑا بطور ہدیہ پیش کیا جس کا استعمال حرام نہ تھا تو ہدیہ پیش کرنے والے کی دلجوئی اور یہ ظاہر فرمانے کیلئے کہ اس کپڑے کا استعمال جائز ہے کچھ دیر پہن کر پھر دوسرے صحابہ کو ہدیہ کے طور پر عطا فرماتے۔

سرور کائنات کی دنیا سے بے رغبتی: آنحضرت ﷺ کا اپنا طریقہ اور معمول تو جو چند واقعات آپ کو سنادئے کہ دنیا اور زندگی سے استغناء بے پرواہی اور دنیا کے مال ومتاع اور لذتوں سے اعراض تھا مگر ایک مسلمان کے اخلاص اور دلداری کی بھی ان کے دل میں بے حد قدر ومنزل تھی ورنہ حضرت کا بچھونا اور تکیہ تو بقول حضرت عائشہؓ عن عائشۃ قالت کان فراش رسول اللہ ﷺ الذی ینام علیہ ادم حشوہ لیف (رواہ بخاری ومسلم)

ترجمہ: حضرت عائشہؓ فرما رہی ہے کہ رسول کریم ﷺ کا بچھونا چمڑے کا بنا ہوتا تھا اور اس میں روئی (بال اور نرم چیز) کے بجائے (کھجور کے درخت کی) چھال بھری ہوئی تھی۔ اور تکیہ۔ عن عائشۃؓ قالت کان وسادہ رسول اللہ ﷺ الذی یتکئی علیہ من ادم حشوہ لیف (رواہ مسلم) ترجمہ: ''حضرت عائشہؓ بیان فرہی ہیں کہ حضور اکرم ﷺ جس پر آپ تکیہ فرماتے تھے چمڑے سے بنا ہوا تھا اس میں بھی (روئی کے بجائے) کھجور کی چھال تھی'۔

محترم دوستو! یہ ہے وہ حسن اخلاق، سادگی اور تواضع ورنہ ان کو اگر اس دنیا کی عیش وعشرت اور آرام طلبی سے ذرہ بھر خواہش اور محبت ہوتی تو ان کا مرتبہ ومقام جیسے تمام مخلوقات سے بلند وبالا تھا تو ان کے معمولی خواہش پر دنیا کے وہ بہترین اشیاء رب کائنات ان کیلئے پیدا فرماتے جن کا موجودہ دور کا انسان تصور بھی نہ کرتا۔ اعلیٰ ترین اخلاق کے ذیل میں جو فرائض واعمال انسان پر لازم ہیں زندگی بھر محسن انسانیت ﷺ ان پر کاربند رہے۔ مالک الملک مجھے اور آپ سب کو یہی اخلاق جمیلہ اختیار کرنے کے قوت وطاقت دیکر ان پر کاربند رہنے کی توفیق نصیب فرمادیں آمین۔